اقلیتی کونسلرز کنونشن پنجاب

8 جنوری 2022ء لاہور

ورکنگ پیپر: جبری تبدیلی مذہب کی صورتحال

پاکستان میں بسنے والی مذہبی اقلیتوں کے سماجی، سیاسی اور شہری حقوق کی صورت حال دگرگوں ہے۔ مذہب کی بنیاد پر منقسم کیے گئے۔ شہریوں پر کبھی توہین مذہب کا الزام لگتا ہے تو کبھی ان کی ملک کے ساتھ وفاداری پر سوالیہ نشان لگایا جاتا ہے۔ اس طرح کے گھناؤنے اقدامات معاشرے میں مذہبی تقسیم کو گہرا اور قومی یکجہتی کی روح کو مضروب کرتے ہیں۔ پاکستان میں مذہبی عدم رواداری کے بڑھتے ہوئے رجحان اور ملک میں شہری آزادیوں کے سلب ہونے کی وجہ سے پسماندہ اقلیتوں اور معاشرہ پر نہ صرف سنگین اثرات مرتب ہوئے ہیں، بلکہ جمہوری اقدار بھی کمزور ہوئی ہیں۔ عالمی رپورٹ کے مطابق پاکستان دنیا کے اُن 9 ممالک میں شامل ہے جہاں مذہبی آزادیوں کے حوالے سے خدشات ظاہر کیے گئے ہیں۔ پاکستان کی مذہبی اقلیتیں ویسے تو کئی سنگین مسائل سے نبرد آزما ہیں مگر جبری تبدیلی مذہب کی صورت حال نے ایک مرتبہ اقلیتوں میں احساس عدم تحفظ کو بڑھا دیا ہے۔ مذہب کی تبدیلی کے رجحان نے مذہبی آزادی کے ساتھ پاکستان کے مذہبی تنوع کو بھی خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

اقلیتی بچیوں کی جبری تبدیلی مذہب اور زبردستی کی شادیوں کے حوالے سے سینٹر فار سوشل جسٹس کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق سال 2020ء میں 15 کیس رپورٹ ہوئے، جبکہ سال 2021ء میں 55 کیس رپورٹ ہوئے، جو کہ گزشتہ سال کے مقابلے میں 177 فیصد زیادہ ہیں۔

سال 2021ء کے ڈیٹا کو اگر مدنظر رکھا جائے تو مذہبی اقلیتوں میں سے جس مذہب کی بچیاں/خواتین سب سے زیادہ اسلام قبول کر رہی ہیں۔ ان میں مسیحی 53.3 فیصد کے ساتھ پہلے، ہندو 44.44 فیصد کے ستھ دوسرے، سکھ 0.62 کے ساتھ تیسرے اور کیلاشی 0.62 کے ساتھ چوتھے نمبر پر ہیں۔

سال 2021ء میں رپورٹ کئے گئے 55 کیسز کو اگر عمروں کے تناسب سے دیکھا جائے تو اپنا آبائی مذہب ترک کرنے والی بچیوں میں سے 22 بچیوں کی عمر 12 سے 14 سال، 18 بچیوں کی عمر 15 سے 17 سال، ایک بچی کی عمر 18 سال، جبکہ 12 بچیوں کی عمریں ظاہر نہیں کی گئیں۔

سینٹر فار سوشل جسٹس اور پیپلز کمیشن برائے حقوقِ اقلیت کا موقف

گذشتہ سالوں سے جہاں ایک طرف جبری تبدیلی مذہب کے واقعات منظر عام پر آئے ہیں، وہیں دوسری طرف اس مسئلے پر عوامی موقف اور متاثرہ خاندان کی آواز کو اربابِ اختیار تک پہنچانے میں انسانی حقوق کی تنظیموں نے اپنا کردار ادا کیا ہے۔

سینٹر فار سوشل جسٹس اور پیپلز کمیشن برائے حقوقِ اقلیت کے زیر اہتمام 2019ء میں "پیپلز انکوائری" کے عنوان سے ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ حکومت پاکستان جبری تبدیلی مذہب کے مسئلے کو کسی اقلیتی مسئلہ کی بجائے بنیادی انسانی اور شہریوں کے آئینی حقوق کے تناظر میں دیکھے اور اس کے حل کے لئے موثر قانون سازی کرے۔

جبری تبدیلی مذہب کو روکنے کے لئے مجوزہ قانونی بل

نومبر 2019ء میں پاکستان کے چیئرمین سینٹ اور سپیکر قومی اسمبلی نے اقلیتوں کے جبری تبدیلی مذہب سے تحفظ کی غرض سے ایک مشترکہ پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی۔ 22 منتخب اراکین پر مشتمل اس کمیٹی میں ہندو اور مسیحی ارکان بھی شامل تھے۔ وزیراعظم پاکستان کی ہدایت پر تشکیل دی گئی اس مشترکہ کمیٹی میں جبری تبدیلی مذہب کے مسئلے کے حوالے سے ایک قانونی بل تیار کیا گیا جس میں بنیادی تجویز یہ دی گئی کہ تبدیلی مذہب کی عمر کی حد بالغ عمری ہونی چاہیے۔ 18 سال سے زیادہ عمر کا جو فرد اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہے، تو وہ متعلقہ ایڈیشنل سیشن جج کے پاس جا کر درخواست دے جو سات دن کے اندر متعلقہ فرد کا انٹرویو کرے اور جج اس بات کو یقینی بنائے کہ تبدیلی مذہب کسی دباؤ یا غلط بیانی کی بنیاد پر نہیں ہو رہی۔ اس کے بعد ایڈیشنل سیشن جج متعلقہ فرد کو کسی مذہبی سکالر سے روشناس کروائے گا اور درخواست گزار کو 90 دن کا وقت دے گا، جس میں اسے تبدیلی مذہب کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے گا۔ اگر انٹرویو کے دوران یہ ثابت ہو کہ متعلقہ فرد تبدیلی مذہب کے لئے کسی جبر کا نشانہ بنایا گیا ہے تو جبر کرنے والے کو پانچ سے دس سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔

فی الحال مجوزہ قانونی بل کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔لیکن اس مسئلے کے حل کے لئے ملک میں متعلقہ اداروں اور متاثرہ اقلیتی برادریوں میں مشاورت سلسلہ جاری ہے۔

مقامی قائدین کیا کریں؟

مقامی قائدین، منتخب نمائندگان (کونسلرز) جبری تبدیلی مذہب کی روک تھام میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے حلقوں/علاقوں میں اپنے عوام/ووٹرز کے بنیادی شہری اور سماجی حقوق کے تحفظ کے حوالے سے اپنے علاقوں میں درج ذیل امور سرانجام دے سکتے ہیں:

1: یہ لازمی طور پر ممکن بنایا جائے کہ علاقے میں رہنے والے تمام اقلیتی افراد اور گھرانے شناختی کارڈ رکھتے ہیں اور بطور ووٹر بھی انکا اندراج موجود ہے۔

2: تمام بچوں اور بچیوں کی برتھ رجسٹریشن کرائی جائے، اور بچیوں کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔

3: والدین کو یہ آگاہی دی جائے کہ وہ نوعمر بچیوں کی آمدورفت اور تعلیمی پراگرس پر نگاہ رکھیں، مگران سے تعلق خوشگوار اور دوستانہ رکھا جائے۔

4: منتخب نمائندگی اس بات کو یقینی بنائیں کہ مذہبی برادریوں میں باہمی تعلق اور احترام کا رشتہ نا صرف برقرار ہے بلکہ فروغ پا رہا ہے۔

5: جبری تبدیلی مذہب کے واقعات بارے بروقت اقدام لے کر ان کا قانونی تدارک کیا جائے۔

6: منتخب نمائندگان سماجی تنظیموں کے ساتھ ملکر نوعمر بچوں اور بچیوں کے لئے انکے انسانی حقوق کے حوالے سے آگاہی پروگرام منعقد کرائیں۔

جبری تبدیلی مذہب کسے کہتے ہیں؟

دنیا میں عقیدے کی ایسی تبدیلی جس کے پیچھے کوئی جبر دباؤ کارفرما ہو۔اس کے کئی نام ہیں۔کہیں اس کو غیر اخلاقی تو کہیں اس کو غیر رضا کارانہ تبدیلی مذہب کہا گیا۔سامنے آنے والی مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس تبدیلی مذہب کے ساتھ متاثرہ شخص یا اشخاص کی کوئی اضافی مجبوری یا کمزوری عمل دخل ہوتا ہے مثلاً صنف، کم عمر (بچہ) یا سیاسی اور سماجی حیثیت ہونا۔لہذا مندرجہ ذیل عوامل کو جبری تبدیلی مذہب تصور کیا جانا چاہیے

1۔اگر مذہب تبدیل کرنے والے شخص کو اپنے خاندان یا سرپرست سے جدا رکھا جائے۔

2۔اگر مذہب تبدیل کرنے والا/والی کمسن، خاندانی، معاشی یا سماجی اعتبار سے زیر کفالت یا کسی ذہنی یا جسمانی معذوری کا شکار ہو۔

3۔اگر تبدیلی مذہب اکثریتی مذہب یا فرقہ میں فوری نکاح سے منسلک ہو۔

4۔اگر ملزم قانونی کارروائی (تفتیش یا انکوائری) سے فرار، اس میں مداخلت یا اس پر ناجائز اثر یا دباؤ کے طور پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرے۔عدالتی کارروائی کے وقت غیر حاضر ہو یا مجمع اکٹھا کرلے، عدالتی حدود سے فرار کے ذریعے یا متاثرہ خاندان کے اوپر الزام تراشی کر کے مثلاً جان کو خطرہ یا جعلی سرٹیفکیٹ یا اقرار نامہ پیش کرے۔

5۔اگر عدالتی انکوائری میں میرج سرٹیفکیٹ یا عمر کا تعین کرنے والی دستاویزات اور ان کی تحقیقات اور شہادتوں نیز ملزم کے کردار کی انکوائری جیسے پہلوؤں کو نظر انداز کیا گیا ہو۔

6۔اگر عدالتی کارروائی میں نکاح کا دعویٰ کرنے والے فریقین کی ازدواجی حیثیت نیز پہلے سے شادی شُدہ ہونے کی صورت میں پہلی بیوی سے اجازت کے بارے میں سوالات نہ کیے گئے ہوں یا ان کے بارے میں کوئی جھوٹ بولا گیا۔

7۔اگر تبدیلی مذہب متواتر دعوت، اصرار یا مادی فوائد کے لالچ کے نتیجے میں ہو، علاوہ ازیں جس میں ہراساں یا بلیک میل کرنے جیسے عوامل کارفرما ہوں۔

CENTRE FOR SOCIAL JUSTICE

Centre for Social Justice
@csjpak
csj.pakistan
csjpak@gmail.com
http://csjpak.org/